ڈاکٹر شیویہ ترپاٹھی

ہندوستان میں اردو صحافت: تاریخ و صورت حال

Abstract: *Since 1818 Indian Journalism has completed almost 200 years of its journey. Urdu print media is one of its earliest offshoots. Be it bilingual, trilingual, daily, weekly or monthly urdu writings, reports and articles always kept their finger on pulse of nation and era. Being anti-establishment, pro-establishment or neutral in their outlook these newspapers represented different socio-political aspects of their time. History of Urdu journalism is an inevitable part of our literary treasure. This paper aims at inquiring the development journey of Urdu print media in last two centuries and its influences that shaped socio- political scenario of nation.*

ہندوستان میں صحافت کی ابتداء ۲۹ جنوری ۱۷۸۰ء سے جیمس آگسٹس ہکی کے انگریزی اخبار 'کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر' (بنگال گزٹ) سے ہوئی۔ اگلی تین دہائیوں تک یہی منظر نامہ رہا اور 'بامبے ہیرالڈ'، 'بامبے کوریر' جیسے اخبارات کے ساتھ ہندوستانی صحافت انگریزی زبان تک محدود رہی۔ ۱۷۸۵ء میں ایک انگریزی ہفتہ وار 'کلکتہ گزٹ' نے دہلی اور خصوصاً لال قلعے کے شاہی دربار کی خبروں کے لیے فارسی میں ایک کالم شروع کیا جو مختصر عرصہ ہی جاری رہا۔ 'کلکتہ گزٹ' کی ۸۷-۱۷۸۶ء کی فائل میں غزلوں کے انگریزی ترجمے (فارسی متن کے ساتھ) اور اردو فارسی کے اشتہارات ملتے ہیں مگر اسے ہندوستانی صحافت کی ابتداء تصور کرنا جلد بازی تھی۔ یہ بھی قیاس ہے کہ 'ہندوستانی' نام کا ایک ہفتہ وار اخبار فارسی زبان میں کلکتہ سے ۱۸۱۰ء میں جاری ہوا مگر اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ ۲۳ مئی ۱۸۱۸ء کو روزنامہ 'سماچار درپن' کی اشاعت کے ساتھ پہلی مرتبہ کسی ہندوستانی زبان (بانگلہ) میں صحافت کی ابتدا ہوئی اور اسی برس گنگا کشور بھٹاچاریہ نے بانگلہ زبان میں 'بنگال گزٹ' شروع کیا۔ ۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء کو ہری ہر دت نے کلکتہ سے 'جام جہاں نما' جاری کیا، یکم جولائی ۱۸۲۲ء کو پہلے گجراتی اخبار 'بمبئی سماچار' کی ابتداء ہوئی اور پہلا ہندی اخبار 'اُدنت مارتنڈ' ۱۸۲۶ء میں جاری ہوا۔

ہندوستان کی مقامی زبانوں میں بانگلہ کے بعد اردو دوسری زبان تھی جس میں صحافت کا آغاز ہوا۔ برسوں تک 'دہلی اردو اخبار' (۱۸۳۷ء) کو اردو کا پہلا اخبار خیال کیا جاتا تھا۔ پھر پریس انفارمیشن بیورو میں اردو ڈیسک کے صدر رہے گربچن داس چندن کی تحقیق سے یہ انکشاف ہوا کہ ۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء کو ہری ہر دت نے سدا سکھ لال جی کی ادارت میں کلکتہ سے 'جام جہاں نما' جاری کیا۔ یہ ۳ صفحات پر مشتمل ہفتہ وار اخبار تھا جسے ہندوستانی اور فارسی دونوں زبانوں میں اشاعت کی منظوری ملی تھی۔ پہلے یہ ہندوستانی (اردو) زبان میں شائع ہوا مگر قارئین کی تعداد کم ہونے کے سبب ۲ ماہ بعد ہی یہ فارسی میں چھپنے لگا۔ حالانکہ اگلے ہی سال اس کے ساتھ ۴ صفحات کا اردو ضمیمہ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، بریلی کالج بریلی، یوپی، انڈیا

شائع ہونے لگا جو ۵ برس تک جاری رہا۔ جام جہاں نما ۶۰ برس تک چھپتا رہا۔ ۱۸۲۲ء کے آخر میں ہی کلکتہ سے ۲ ہفتہ وار بانگلہ زبان میں اور ۲ فارسی زبان میں شروع ہوئے۔ ان میں سے فارسی کا ایک ہفتہ وار 'مراۃ الاخبار' راجہ رام موہن رائے نکالتے تھے۔ گربچن چندن کے مطابق اس وقت کے چیف سکریٹری ولیم برڈور تھ بیلے کو یہ اخبار خاصے نقصان کا سبب معلوم ہوا اور جن مقامی اخبارات کے تیوروں سے گھبرا کے حکومت کو ۱۸۲۳ء میں پہلا پریس ایکٹ لانا پڑا اُن میں یہ اخبار بھی پیش پیش تھا۔

پہلا اخبار جو مکمل طور پر اردو زبان میں جاری ہوا وہ مولوی محمد باقر کا ہفتہ وار 'دہلی اردو اخبار' تھا جو ۱۲×۸ سائز کے ۴ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ ۱۸۳۷ء میں مولوی باقر نے اپنے گھر کی پریس سے یہ اخبار شروع کیا اور اس میں ملک کے بدتر ہوتے قانونی نظام، انگریزوں کے نسلی تعصبات اور ہندوستانیوں کے قومی جذبات کی نمائندگی کو اپنا مقصد بنایا۔ ۲۸ جون ۱۸۴۰ء کے شمارے میں اخبار نے لکھا کہ اگر ہندوستانیوں کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے تو ان میں وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جو انگریزوں میں ہیں۔ یہ اخبار 'حضور والیٰ' کے عنوان سے بہادر شاہ ظفر پر ایک مسلسل کالم نکالتا تھا۔ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو جب باغیوں نے دہلی پر دھاوا بولا تو اس اخبار نے اپنا مکمل پہلا صفحہ ان کی بہادری کو نذر کیا۔ ۱۷ مئی ۱۸۵۷ء کے شمارے میں اس اخبار نے دہلی میں ہوئے تشدد کی آنکھوں دیکھی رپورٹ پیش کر کے اردو صحافت نگاری کے میدان میں اِسپاٹ رپورٹنگ کی پہلی مثال پیش کی۔ ۱۲ جولائی کو باغیوں کی قیا دت کر رہے بادشاہ دہلی کے نام پر اس اخبار کا نام ۔اخبار الظفر کر دیا گیا۔ اخبار نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ اگر ہندوستانی سپاہیوں نے کمپنی کے خلاف بغاوت کی بھی تھی تو کمپنی کو بادشاہِ دہلی کے دربار میں اپیل کرنی چاہئے تھی۔ بادشاہ کے خلاف جنگ چھیڑنے کا کوئی قانونی حق کمپنی کو نہیں حاصل تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس اخبار کے لب ولہجے سے خوف زدہ ہو کر انگریزوں نے مولوی باقر کو دہلی کالج کے پرنسپل ٹیلر کے قتل کے الزام میں موت کی سزا دی۔

دہلی کالج کے ماسٹر رام چندر نے ۱۸۴۵ء میں پندرہ روزہ سائنسی اخبار' فوائد الناظرین' وہفتہ وار ادبی و عصری اخبار' قران السعدین' اور ۱۸۴۷ء میں' خیر خواہ ہند' (مہب ہند) جاری کیا۔ ۱۸۴۶ء سے سرسید کے بھائی سید محمد نے' سید الاخبار' کے ذریعہ سرسید کے اصلاحی خیالات کو عوام تک پہنچایا۔ ۱۴ جنوری ۱۸۵۰ء میں منشی ہر سکھ رائے نے ہفتہ وار اخبار 'کوہِ نور' جاری کیا جس سے سورج بھان، بال مکند گپت اور منشی نول کشور جیسے مدیر وابستہ رہے۔ اس اخبار کا سرکولیشن اس وقت کے اردو اخبارات میں سب سے زیادہ تھا۔ ۱۸۵۶ء میں منشی ہر سکھ رائے کو اس اخبار کے بیباک بیانی کے سبب تین سال قید کی سزا ہوئی تو ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے وقت 'کوہِ نور' نے حکومتِ برطانیہ کے زاویے سے باغیوں کی گرفتاری اور پھانسیوں کی تفصیل شائع کی۔ ۱۸۸۰ء کی دہائی میں اس اخبار کی پالسی بدل کر کانگریس کی حمایت میں ہو گئی۔ ۱۸۵۲ء تک شمال مغربی ہند میں ہندوستانی (اردو) زبان کے ۳۴ اخبار شائع ہو رہے تھے۔ ان میں 'ریاضِ نور' (ملتان)،' اخبار الحقائق'،' اخبار النواح' اور 'سدھاکر اخبار' (بنارس) اور 'آگرہ گورنمنٹ گزٹ' اہم تھے۔ آگرہ گزٹ اردو اور انگریزی میں اور 'سدھاکر اخبار'

اردو اور ہندی میں شائع ہوتا تھا۔ جمال الدین خان کے 'صادق الاخبار' (۱۸۵۴ء دہلی)، محمد یعقوب فرنگی محلی کے 'طلسم' (۱۸۵۶ء لکھنؤ) اور 'سحر سامری' (۱۸۵۴ء لکھنؤ) نے بھی 'دہلی اردو اخبار' کی طرز پر ۱۸۵۷ء کے بحران، نواب واجد علی شاہ کے حالات، بھکمری، مہنگائی اور حکومت کی بے اعتنائی کی تفصیلی رپورٹس شائع کیں۔ جمال الدین خان کو تین برس کی قید بھی ہوئی۔

جے نٹراجن کے مطابق جون ۱۸۵۷ء میں لارڈ کیننگ کے پریس ایکٹ سے اخبارات کے لئے لائسنسنگ شروع ہوئی تو ۱۸۵۸ء میں اردو اخبارات کی تعداد گھٹ کر محض ۱۲/ رہ گئی۔ ان میں بھی صرف ۶ / اخبار بغاوت کے پہلے سے جاری تھے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ناشروں اور مدیروں کی گرفتاریاں کی گئیں۔ چھاپے خانوں کو سیل کیا گیا۔ اخبارات ورسائل کی کاپیاں ضبط کی گئیں اور انگریزی حکومت کی جی حضوری کرنے والے اخبارات کو مالی امداد فراہم کی گئی۔ اس ماحول نے انگریزوں کے خلاف قومی پریس کی ترقی کے لیے زمین تیار کر دی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد منظر عام پر آنے والے اردو اخبارات میں 'اودھ اخبار' اور 'اودھ پنچ' (لکھنؤ)، 'علیگڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ' اور 'تہذیب الاخلاق' (علی گڑھ)، 'اکمل الاخبار' (دہلی)، مکند لال کا 'تاریخ بغاوت ہند' (آگرہ)، 'خیر خواہ خلق' (اجمیر)، 'پنجاب اخبار' (لاہور)، 'شمس الاخبار' (مدراس)، 'کاشف الاخبار' (ممبئی)، منشی محمد قاسم کا 'قاسم الاخبار' (بنگلور) اور 'آصف الاخبار' (حیدرآباد) اہم تھے۔ گارساں دتاسی کے مطابق ۱۸۶۱ء میں جاری ہونے والے ۱۸ نئے اخبارات میں سے ۱۱ / اردو کے تھے۔ منشی نول کشور کے 'اودھ اخبار' نے رتن ناتھ سرشار کی ادارت میں خوب ترقی کی۔ سرشار کا 'فسانہ آزاد' اس میں قسط وار شائع ہوتا تھا۔ ہفتہ وار کے طور پر شروع ہوا یہ اخبار روزنامے میں تبدیل ہو گیا مگر دراصل یہ روزنامہ نہ ہو کر ایک ادبی اخبار تھا۔ منشی نول کشور کی حکومت پرستی کے سبب بال مکند گپت اسے پالیسی کے لحاظ سے بے سونڈ کا ہاتھی ٹھہراتے ہیں۔

۱۸۵۸ء میں مولوی کبیر الدین نے اردو کا پہلا روزنامہ اخبار 'گائڈ' جاری کیا۔ مدراس کا 'شمس الاخبار' اس دور میں سب سے بڑے صفحات پر شائع ہوتا تھا اور اس کی قیمت ۹ روپے سالانہ تھی اور رقم پیشگی نہ دینے پر قیمت دوگنی ہو جاتی تھی۔ 'خیر خواہ خلق' پر حکومت مخالف خبروں کے سبب جلد ہی پابندی عائد کر دی گئی۔ 'قاسم الاخبار' کی چھپائی اور شامل مضامین بے حد معیاری تھے۔ اس اخبار نے تعلیم یافتہ بے روزگاری اور انگریزی پڑھنے کے باوجود نوکری نہ پانے والے نوجوانوں کی مایوسی پر اداریہ شائع کیا تھا۔ یہ اخبار انگریزی، اردو اور تمل میں شائع ہوتا تھا۔ اس قسم کے دیگر ذواور سہ لسانی اخبارات تھے:۔ راجہ دنکر رائو کا اردو ہندی 'گوالیر گزٹ'، برہم سماجی بابو نوین چندر رائے کا ہندی اردو ماہانہ 'گیان پردائنی'، مولوی مراد علی کا اردو ہندی 'راجپوتانا گزٹ'، مہاراجہ رام سنگھ کا ہندی اردو انگریزی 'جے پور گزٹ'، مہاراجہ تخت سنگھ کا 'مارواڑ گزٹ' اور 'مرودھر متر' (مہب مارواڑ) اور دیوناگری میں چھپنے والا 'شملہ اخبار'۔

۱۸۶۶ء میں حکیم محمد محمود خان نے منشی بہاری لال کی ادارت میں دہلی سے 'اکمل الاخبار' نکالا۔ اس اخبار نے حکومت کے بجٹ، فوج پر ہونے والے خرچ اور ٹیکس پالیسی پر سوالیہ مضامین شائع کیے۔ ۱۸۶۶ء میں ہی سرسید نے 'علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ' نکالا جس

کا ایک کالم اردو اور دوسرا انگریزی میں ہوتا تھا۔ انگریزوں کے ساتھ صلح کو مسلمانوں کے حق میں جاننے والے سرسید کے مضامین ہمیشہ منصفانہ اور پریس کی آزادی کی حمایت میں ہوتے تھے۔ ۱۸۶۸ء میں خواجہ یوسف علی نے 'آگرہ اخبار' جاری کیا جو رنگ و نسل کی تفریق کے خلاف مضامین شائع کرتا تھا۔ جنوری ۱۸۷۱ء میں پنڈت مکند رام و پنڈت گوپی ناتھ نے لاہور سے 'اخبارِ عام' نکالا جو ۲ روپے سالانہ قیمت کے ساتھ واقعی عوام کا اخبار بن کر ابھرا۔ اس سے قبل کے تمام اخبارات ۸۔۱۰ روپے سالانہ قیمت کے سبب عوام کی پہنچ سے باہر تھے۔ حکومتِ پنجاب اسکولوں کے لیے بھی اس اخبار کو خریدتی تھی مگر روس اور روم کی جنگ، دہلی دربار اور قحط پر چھپی خبروں کے بعد اسے اسکولوں سے ہٹادیا گیا۔ اخبارِ عام نے اردو والوں میں اخبار پڑھنے کا شوق پیدا کیا۔ اس دور کے دیگر اخبارات میں لاہور کے 'پنجابی اخبار'، 'اخبارِ انجمنِ پنجاب'، 'آفتابِ پنجاب' و' روزنامہ پنجاب'، لکھنؤ کے' مرقعِ تہذیب'، 'روزنامچہ'، 'کارنامہ' اور' اخبارِ تمنائی'، کانپور کے' زمانہ'، 'شعلہِ طور' اور 'نور الانوار'، میرٹھ کے 'طوطیِ ہند'، 'جلوہِ نور'، 'انیسِ ہند' اور 'اخبارِ عالم'، گورکھ پور کے' فتنہ' اور' ریاض الاخبار'، مرادآباد کے' رہبر'، 'لوحِ محفوظ' اور' جامِ جمشید'، جالندھر کا' آفتابِ ہند'، بریلی سے شیوورت لال ورما کا' دبدبہِ قیصری'، رام پور سے' دبدبہِ سکندری'، مظفر نگر کا' یگانہ'، پٹنہ کا' قاصد'، کلکتہ کے' سفیر'، 'رفاقتِ' اور 'انوارالاخبار'، بمبئی کے' ارمغان'، 'انڈیا گزٹ'، 'خیر خواہ اسلام'، 'مسلم ہیرالڈ' اور' شوکتِ ہند'، اور احمد نگر کا' منصفِ دکن' قابلِ ذکر ہیں۔

لندن سے نکلنے والے مزاحیہ ہفتہ وار (London Charivari ۱۸۴۱ء) یا Punch کی طرز پر منشی سجاد حسین نے جنوری ۱۸۷۷ء میں لکھنؤ سے 'اودھ پنچ' نکالا جو ۱۲ روپے سالانہ قیمت کے باوجود بہت مقبول ہوا۔ کہا جاتا تھا کہ جس شخص کے چار مضمون اودھ پنچ میں شائع ہو جاتے تھے اسے اچھی اردو لکھنے کی سند حاصل ہو جاتی تھی۔ اودھ پنچ کی کامیابی نے اس قسم کے تقریباً ۵۰ اخبارات کی بنیاد ڈالی مثلاً' انڈین پنچ'، 'دہلی پنچ'، 'گیا پنچ'، 'آزاد پنچ'، 'ال پنچ'، 'ملّا دوپیازہ'، 'کنّوج پنچ'، ' روہیل کھنڈ پنچ'، 'بندیل کھنڈ پنچ' وغیرہ۔ عبدالسلام خورشید نے اس قسم کے ۴۳ اخبارات کی فہرست اپنی کتاب 'ہندو پاکستان میں اردو صحافت' میں دی ہے۔ اس قسم کے اخبارات کے ذریعہ اردو صحافت میں کارٹون نگاری کی بھی ابتدا ہوئی۔ 'اودھ اخبار' اور 'طوطیِ ہند' سے اس کی چشمکیں بھی چلتی رہتی تھیں۔ 'اودھ اخبار' کا نام اس نے "بنیا اخبار" رکھ چھوڑا تھا۔

جنوری ۱۸۷۷ء میں منشی سراج الدین احمد نے الہ آباد سے ہفتہ وار' قیصر الاخبار' جاری کیا جو اپنے طنزیہ کالموں اور تبصروں کے لیے مشہور تھا۔ اسی برس انجمن اسلامیہ کے بانیوں میں سے ایک مولوی ناصر علی نے' نصرت الاخبار'، 'نصرت الاسلام' اور' مہرِ درخشاں' کے نام سے ۳ / اخبار نکالے جو عصری شہری زندگی، سیاست اور مسلمانوں کے لیے اصلاحی کوششوں پر روشنی ڈالتے تھے۔ ۱۸۸۳ء میں لکھنؤ سے ہفتہ وار ہندی اردو اخبار' ہندوستانی' جاری ہوا۔ اس نے اردو اخبارات کو ایک مستقل سمت اور مقصد بخشا۔ یہ تمام ضروری اور جاننے لائق اہم خبروں کا احاطہ کرتا تھا اور اس کی فائل سال بھر کے واقعات کی یادداشت ہوتی تھی۔ جب سرسید اور راجہ شیو پرشاد

کانگریس کی مخالفت کر رہے تھے 'ہندوستانی' نے 'اودھ پنچ' کے ساتھ مل کر کانگریس کی حمایت کی۔لاہور کا 'رفیق ہند' بھی 'ہندوستانی' کی طرز پر چھپتا تھا۔۱۸۸۳ء میں مولوی احمد حسین شوکت نے میرٹھ سے 'شحنۂ ہند' جاری کر کے سرسید کی پالیسی کی مخالفت کی اور مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔اگست ۱۸۸۴ء میں آغا مرزا بیگ نے سید احمد کی ادارت میں عورتوں کے لیے اردو کا پہلا رسالہ 'اخبارالنسا' شروع کیا۔۸۵۔۱۸۸۴ء تک اردو اخبارات کی تعداد ۱۱۷ ہو چکی تھی۔

۱۸۸۷ء میں منشی محبوب عالم نے لاہور کے گجرانوالا قصبے سے 'پیسہ اخبار' جاری کیا۔صرف ۲ روپے سالانہ قیمت کے سبب اس کا نام 'پیسہ اخبار' پڑا۔'پیسہ اخبار' نے اشتہاروں کے ذریعہ آمدنی سے اخبار چلانا سکھایا۔اسکے ادارتی صفحے کا انداز بھی جدید تھا جس میں ایک بڑا اداریہ، کچھ چھوٹے نوٹس، چند پھٹکر خبریں اور قارئین کے خطوط شامل ہوتے تھے۔'پیسہ اخبار' نے علی الاعلان تحریک آزادی اور بائکاٹ کی حمایت کی۔۱۸۸۷ء میں کرشن رائو اور مجیب احمد تمنائی نے 'دکن پنچ' (مشیر دکن) جاری کیا۔یہ اخبار بڑے ادارتی مضمون کے بجائے چھوٹے چھوٹے کئی مضامین شائع کرتا تھا۔اپنے ایک مضمون میں اس اخبار نے مطالبہ کیا کہ صرف انگریزی جاننے والے کسی بھی شخص کو میونسپل کمشنر مقرر نہ کیا جائے کیوں کہ اس عہدے کے لیے مقامی زبان اردو کا علم ہونا ضروری ہے۔۱۸۹۵ء میں امرتسر سے ہفتہ وار اخبار 'وکیل' جاری ہوا جو اس دور کا سب سے سنجیدہ اخبار خیال کیا جاتا تھا۔خاکسار تحریک کے بانی علامہ مشرقی کے والد خان عطا محمد خان نے یہ اخبار نکالا تھا اور مولانا آزادؔ بھی اس کے مدیر رہے تھے۔

جولائی ۱۸۹۸ء میں دوسرا اہم تانیثی رسالہ 'تہذیب نسواں' مولوی ممتاز علی نے محمدی بیگم کی ادارت میں شروع کیا۔اسی ہفتہ وار پرچے میں اپنے مضامین کے باعث نذر سجاد حیدر تہذیبی بہن کے نام سے مشہور ہوئیں۔انیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں ایک ادبی روایت ابھر کر سامنے آئی۔اخبارات میں ہر ماہ کوئی موضوع دیا جاتا اور تمام شعرا اس پر اپنی تخلیقات بھیجتے جو اگلے شمارے میں شائع ہوتیں۔اس طرز پر پہلے کلکتہ سے 'گلدستۂ نتیجۂ سخن' شائع ہوا اور اس کے نام پر اس قسم کے پرچوں کو گلدستہ کہا جانے لگا۔لکھنؤ سے 'پیامِ یار' اور 'تحفۂ عشاق'، کنوج سے 'پیامِ عاشق'، انبالہ سے 'غنچۂ مراد' اور گورکھپور سے 'عطرِ فتنہ' اس دور کے نامی گلدستے تھے۔

بیسویں صدی میں اردو صحافت قومیت اور تحریک آزادی کی راہ پر چلتی رہی۔۱۹۰۱ء میں شیخ عبدالقادر نے 'مخزن' جاری کیا جس نے شعر و شاعری کی بھرمار اور پرانے طرز کے مضامین کے بجائے جدید معیاری مضامین شائع کیے۔اس اخبار نے اردو صحافت کے میدان میں بہتر صحافی اور قاری پیدا کئے۔۱۹۰۲ء میں مولوی ثناءاللہ خان نے ہفتہ وار قومی اخبار 'وطن' نکالا جو ۳۳ برسوں تک جاری رہا۔۱۹۰۳ء میں مہرشی شیو ورت لال ورما نے منشی دیانرائن نگم کی ادارت میں کانپور سے ماہانہ اخبار 'زمانہ' شروع کیا جس میں مولوی ذکاءاللہ اور اکبر الہ آبادی جیسے معزز قلم کار سماجی و سیاسی مباحثات اور عصری ادبی تنقید پر خامہ فرسائی کرتے تھے۔۱۹۰۳ء میں حسرتؔ موہانی نے علی گڑھ سے

'اردوِ معلی' نکالا جو بعد میں کانپور سے شائع ہونے لگا۔ حسرت موہانی تحریک آزادی کے فعال کردار تھے اور یہ اخبار ان کے خیالات کا عکاس۔ ۱۹۰۳ء میں مولانا ظفر علی خان نے لاہور سے 'زمیندار' کی اشاعت شروع کی۔ یہ پہلا اخبار تھا جس نے خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعہ سے خبریں شائع کیں۔ بیسویں صدی کے ربع اول میں بے شمار اخبارات و رسائل جاری ہوئے۔ ان میں سے' ہندوستان' (۱۹۰۴ء لاہور)، شانتی نرائن بھٹناگر کا' سوراج' (۱۹۰۷ء الہ آباد)، راشد الخیری کا' عصمت' (۱۹۰۸ء)، مولانا آزاد کے' الہلال' (۱۹۱۲ء) و' البلاغ'، جالب دہلوی کا' ہمدم' (۱۹۱۲ء لکھنؤ)، مولانا محمد علی جوہر کا' ہمدرد' (۱۹۱۲ء دہلی)، حامد انصاری کا' مدینہ' (۱۹۱۲ء بجنور)، مولانا عبد الوحید صدیقی کا' مہاجر' (۱۹۱۴ء دار العلوم دیوبند)، سید حبیب کا' سیاست' (۱۹۱۶ء لاہور)، مہاشیہ کرشنن کا' پرتاپ' (۱۹۱۹ء لاہور)، لالہ لاجپت رائے کا' وندے ماترم' (۱۹۲۰ئ)، نیاز فتحپوری کا ماہانہ' نگار' (۱۹۲۲ئ)، مہاشیہ کوشل چند کا' ملاپ' (۱۹۲۳ء لاہور)، سوامی شردھانند کا' تیج' (۱۹۲۳ء)، سردار دیوان سنگھ مفتوں کے' رعیت' و' ریاست' (۱۹۲۴ء)، سید یوسف الدین کا' رہبر دکن'، میاں بشیر احمد کا' ہمایوں'، مولانا عبد الماجد دریابادی کا' سچ' (۱۹۲۵ء)، شاہد احمد دہلوی کا' ساقی' (۱۹۳۰ء)، قاضی عبد الغفار کا' پیام' (۱۹۱۳ء حیدرآباد)، سہیل عظیم آبادی کا' ساتھی' (۱۹۳۸ء) اور جواہر لال نہرو کا' قومی آواز' اہم تھے۔ دیوان مفتوں کے اخبارات رعایہ کی تکلیفوں کو آواز دینے کا ایسا ذریعہ تھے کہ ہندوستانی راجے رجواڑے بھی ان سے خوف کھاتے تھے۔ مولانا آزاد کا' الہلال' مسلمانوں میں مذہبی و سیاسی بیداری کا سبب بنا۔ اسکا سائز، کالم اور لے آئوٹ ایجپٹ کے اخبارات کی طرز پر تیار کئے گئے تھے۔ 'الہلال' مواد اور پیشکش دونوں پر زور دیتا تھا۔ یہ اردو کا پہلا مصور رسالہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے سرورق پر لکھا ہوتا تھا' ایک ہفتہ وار مصور رسالہ'۔ روزنامہ' پیام' کمیونسٹ خیالات کا اخبار تھا۔ 'رہبر دکن' (رہنمائے دکن) جدید مذہبی رجحانات کا اخبار تھا۔ 'پرتاپ' کانگریس کا حمایتی اور' ملاپ' قومی و اصلاحی اخبار تھا۔

تقسیم کے وقت اردو اخبارات کو بھی برے دور سے گزرنا پڑا۔ 'پرتاپ' اور' ملاپ' کو اپنے دفتر لاہور سے دہلی منتقل کرنے پڑے۔ آزادی کے وقت اردو اخبارات کی تعداد ۴۱۵ تھی جو تقسیم کے بعد ۳۴۵ رہ گئی۔ RNI رجسٹرار آف نیوز پیپر ان انڈیا رپورٹ کے مطابق ۱۹۵۷ء میں اردو اخبارات کی تعداد ۵۱۳ ہو چکی تھی۔ آزادی کے بعد جاری ہونے والے اخبارات میں جماعت اسلامی ہند کا' دعوت'، مولانا عبد الوحید صدیقی کا' نئی دنیا'، سہارا گروپ کا' عالمی سہارا'، حیدرآباد سے روزنامہ' سیاست'، 'منصف'، 'اعتماد' اور' رہنمائے دکن'، ممبئی سے جاری' انقلاب' اور' اردو ٹائمس'، کلکتہ سے' آزاد ہند'، 'اخبارِ مشرق'، 'آبشار' اور' عکاس'، بہار کا' عظیم آباد ایکسپریس'، اور بنگلور کا' سالار' اہم ہیں۔ 'نئی دنیا' اردو کا پہلا اخبار تھا جس نے ڈیجیٹل پرنٹنگ کا استعمال کیا۔ شاہد صدیقی کا' واقعات' (۱۹۷۰ء) سیاسی و سماجی مسئلوں پر اپنے قسم کا پہلا پرچہ تھا۔ اسی طرز پر انگریزی رسالے' انڈیا ٹوڈے' (۱۹۷۶ء) اور' سنڈے' (۱۹۷۷ء) بعد میں وجود آئیں۔ 'سیاست' ۱۵ اگست ۱۹۸۹ء کو اردو سافٹویئر کے ساتھ کمپیوٹرائزڈ ہوا اور ۹۰ کی دہائی میں ویب ایڈیشن شروع کرنے والا

ہندوستان کا پہلا اردو اخبار بنا۔ 'انقلاب' (ممبئی) ۲۰۱۰ء میں جاگرن گروپ میں شامل ہو گیا۔ 'منصف' (حیدرآباد) نے ۲۰۱۱ء میں اپنا نیوز چینل شروع کیا۔

RNI کی ۵۹ویں رپورٹ (دسمبر ۲۰۱۶ئ) کے مطابق ۲۰۰۵-۲۰۰۶ء میں اردو اخبارات کی تعداد ۴۶۳ تھی جو ۲۰۱۱ء میں ۹۳۸ اور ۲۰۱۶ء میں ۱۶۷۵ ہو گئی۔ ۱۹۵۷ء سے ۲۰۱۵ء کے دوران ۶۷۲۳ اردو اخبارات RNI کے آفس میں رجسٹر ہوئے۔ اردو اخبارات و رسائل کے سرکولیشن کی ایک جھلک ملاحظہ ہو :۔

۱۸۹۱ء	۱۶۲۵۶،	۱۹۰۱ء	۲۳۷۴۷،	۱۹۱۱ء	۷۶۶۰۸،	۱۹۲۲ء	۱۴۰۴۸۶
۱۹۵۷ء	۷۴۸۸۲۵	۲۰۰۶ء	۹۲۱۸۸۹۲،	۲۰۱۱ء	۲۱۶۳۹۲۳۰،	۲۰۱۵ء	۴۱۲۷۳۹۴۹

موجودہ رپورٹ میں ہندی (۱۲۷۲۳) اور انگریزی (۲۲۹۶) کے بعد اردو اخبارات (۱۶۷۵) کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان میں ۱۵۰ اخبارات کے ایک سے زیادہ ایڈیشن شائع ہوتے ہیں۔ ملک کے ۲۰ سے زیادہ صوبوں سے اردو اخبارات شائع ہو رہے ہیں اور ان میں سے ۲۹ بڑے اخبار ہیں جن کا سرکولیشن ۷۵۰۰۰ روزانہ سے زیادہ ہے۔ ۱۹۷۷ میں جہاں روزنامے کُل اردو اخبارات کا ۷-۵ فیصد تھے ۲۰۱۵ میں یہ تقریباً ۶۰ فیصد ہو گئے ہیں۔ مگر یہ بھی غور طلب ہے ان تمام اعداد وشمار میں تقریباً ۷۵ فیصد حصّہ ۵ صوبوں (اترپردیش، دہلی، آندھرو تلنگانہ، مہاراشٹر اور کشمیر) کے ۲۳ شہروں (دہلی، حیدرآباد، لکھنئو، کانپور، ممبئی، پٹنہ، جمّوں، سری نگر، بنگلور، کولکاتا، سہارنپور، لدھیانا، رامپور، ناسک، مرادآباد، جلندھر، الہ آباد، بھوپال، بریلی، امرتسر، اورنگ آباد، علی گڑھ، دہرادون، فتحپور، چینّئی، میرٹھ، فیروزپور اور نظام آباد) تک محدود ہے۔

موجودہ وقت میں جمّو کشمیر سے 'آفتاب'، 'اخبارِ کشمیر'، 'اطلاعت'، 'روشنی'، 'خدمت'، 'ندائے مشرق'، 'وادی کی آواز'، مہاراشٹر سے' اورنگ آباد ٹائمس' ، 'اردو ٹائمس'، 'ایشیا ایکسپریس' اور 'تعمیر'، حیدرآباد سے' اعتماد'، 'گواہ'، 'آوازِ دوست'، شمالی ہند کے ۶ صوبوں سے جاری' تاثیر'، ناندیڑ سے' یقین'، دہلی، ممبئی و لکھنئو سے جاری' صحافت'، دہلی ہریانہ اور چنڈی گڑھ سے' صدائے وطنِ جدید' کے ساتھ ساتھ' ساحل آن لائن' جیسے اخبارات بھی شائع ہو رہے ہیں۔ سماجی سیاسی اور ادبی زوال کے اس دور میں اردو پرنٹ میڈیا میں بھی وہی خامیاں نظر آتی ویں جو دیگر زبانوں کے پرنٹ میڈیا میں پائی جاتی ہیں۔ مگر اردو صحافت کو اردو سماج کی تعلیمی پستی، معاشی بدحالی، مسلمانوں سے وابستہ سیاسی مصلحتوں جیسی اضافی مشکلوں سے بھی نبرد آزما ہونا پڑ رہا ہے۔ اس کے باوجود تیزی سے ابھرتی موجودہ اردو صحافت اور اس کی اب تک کی تاریخ امید کی کرن جگاتی ہے۔

کتابیات:

۱۔ اردو صحافت کا سفر، گربچن داس چندن، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۲۰۰۷ء

۲۔ اردو ہندی سماچار پتروں کا اتیہاس، بال مکند گپت، مدیر برج کشور وششٹھ، سوراج پرکاشن، ۲۰۱۰ء
۳۔ ہندو پاکستان میں اردو صحافت، عبد السلام خورشید، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۳ء
۴۔ ہسٹری آف انڈین جرنلزم، جے نٹراجن، محکمہ اشاعت، وزارت اطلاعات و نشریات، ۱۹۵۵ء
۵۔ دے ٹو فائٹ فار انڈیاز فریڈم: رول آف مائنارٹیز، اصغر علی انجینئر، ہوٹ انڈیا پبلکیشن، گڑگاوں، ۲۰۰۵ء
۶۔ جام جہاں نما: اردو صحافت کی ابتدائی، گربچن چندن، مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، ۱۹۹۲ء

ویب سائٹس:

۱۔ www.rni.nic.in
۲۔ www.milligazzette.com
۳۔ www.wikipedia.org

☆☆☆☆☆